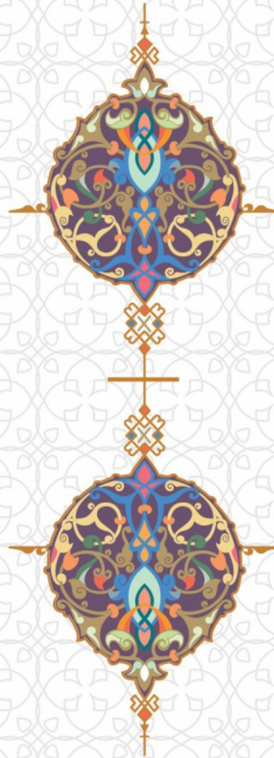


طلاق کے دو اہم باب



مصنف

ممتاز الفقہاء، شیر نیپال حضرت علامہ

مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ

خانقاہ برکات، لہنہ شریف، جنکپور (نیپال)

ترتیب وتخریج

ابو العطیات حضرت مولانا

مفتی محمد عبد السلام امجدی برکاتی

تارا پٹی، دھنوشا

ناشر: مجمع البرکات اکیڈمی، خانقاہ برکات، لہنہ شریف (نیپال)

باہتمام: برکاتی مشن، قطر

www.barkatussunnah.com

درود تاج

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنا وَمولانَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاج وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُراقِ وَالعَلَمِ دَافِعِ البَلاءِ وَالوَبَاءِ وَالقَحطِ وَالمَرَضِ وَالْاَلَمِ اِسمُہٗ مَکتُوبٌ مَّرفوعٌ مَّشفُوعٌ مَّنقوشٌ فِي اللَّوحِ وَالقَلَمِ سَیِّدِ الْعَرَبِ وَ الْعَجَمِ جِسمُہٗ مُقَدَّسٌ مَّعَطَّرٌ مَّطَھَّرٌ مُّنَوَّرٌ فِي البَیْتِ وَالْحَرَمِ شَمسِ الضُّحٰی بَدْرِ الدُّجٰی صَدْرِ الْعُلٰی نُورِ الْھُدٰی کَھفِ الْوَرٰی مِصْبَاحِ الظُّلَمِ جَمِیْلِ الشِّیَمِ شَفِیْعِ الْاُمَمِ صَاحِبِ الجُودِ وَالکَرَمِ وَاللّٰہُ عَاصِمُہٗ وَجِبْرِیْلُ خَادِمُہٗ وَالْبُراقُ مَرْکَبُہٗ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُہٗ وَسِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی مَقَامُہٗ وَقَابَ قَوسَینِ مَطلُوبُہٗ وَالمَطْلُوبُ مَقصُودُہٗ وَالْمَقصُودُ مَوْجُودُہٗ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ اَنِیْسِ الغَرِیْبِینَ رَحمَۃٍ لِّلْعٰالَمینَ رَاحَۃِ العَاشِقِینَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِیْنَ شَمسِ الْعَارِفِینَ سِراجِ السَّالِکِیْنَ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِینَ مُحِبِّ الْفُقَرآءِ وَالغُرَباءِ والمَسَاکِینَ سَیِّدِ الثَّقَلَیْنِ نَبِیِّ الْحَرَمَینِ اِمامِ الْقِبْلَتَینِ وَسِیْلَتِنَا فِي الدَّارَیْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ مَحبُوبِ رَبِّ الْمَشرِقَیْنِ وَ رَبِّ الْمَغْرِبَینِ جَدِّ الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ مَوْلَانَا وَمَوْلَی الثَّقَلَیْنِ اَبِي الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ نُورٍ مِّنْ نُورِ اللّٰہِ یَاَیُّھَا الْمُشْتَاقُونَ بِنُورِ جَمَالِہٖ صَلُّوا عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَ سَلِّمُوا تَسلِیمًا۔

Designed: Ahmad Graphics, Patna, Mob.: 8521889323

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طلاق کے دو اہم باب

مصنف

ممتاز الفقہاء، شیر نیپال حضرت علامہ

مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ

خانقاہ برکات، لہنہ شریف، جنکپور (نیپال)

ترتیب وتخریج

ابو العطر حضرت مولانا مفتی محمد عبد السلام امجدی برکاتی

تارا پٹی، دھنوشا

ناشر: مجمع البرکات اکیڈمی، خانقاہ برکات، لہنہ شریف (نیپال)

باہتمام: برکاتی مشن، قطر

نام کتاب : طلاق کے دو اہم باب

نام مصنف : تاج الاسلام، حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ

خانقاہ برکات لہنہ شریف، جنکپور (نیپال)

ترتیب وتخریج : ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی عفی عنہ

تارا پٹی دھنوشا (نیپال)

ناشر : مجمع البرکات اکیڈمی خانقاہ برکات، لہنہ شریف (نیپال)

باہتمام : برکاتی مشن، دوحہ قطر

سنہ طباعت : ربیع الاول ۱۴۴۶ھ مطابق ستمبر ۲۰۲۴ء

{ ملنے کے پتے }

خانقاہ برکات لہنہ شریف، دھنوشا (نیپال)

www.barkatussunnah.com

فہرست مضامین

طلاق کے دو اہم باب
2

نوٹ:

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تصانیف وتالیفات اور آپ کی حیات وخدمات کے مختلف گوشوں پر کتابوں اور مضامین ومقالات کا مطالعہ کرنے کے لئے درج ذیل ویب سائٹ پر ضرور تشریف لائیں۔

www.barkatussunnah.com

اور بھی دیگر دینی کتابوں اور مضامین کا مطالعہ کرنے کے لئے مذکورہ بالا ویب سائٹ وزٹ کر سکتے ہیں۔ نیز علمائے اہل سنت نیپال اپنی تصانیف اس ویب سائٹ پر اپ لوڈ کروانے کے لئے فقیر سے رابطہ کریں ان شاء اللہ آپ کی کتابیں اپ لوڈ کر دی جائیں گی۔

واٹس ایپ نمبر:0097431402499

□□□

حرفِ چند

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

زیرنظر رسالہ مفتی اعظم نیپال، حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ، بانی جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور (نیپال) و بانی خانقاہ برکاتے لہنہ شریف، جنکپور (نیپال) کے دو اہم فتاویٰ کا مجموعہ ہے، جسے اس ناچیز گدائے مرشد ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی عفی عنہ نے اس وقت ترتیب دیا تھا جب آپ بقید حیات تھے۔ دیگر رسالوں کی طرح اس رسالہ کی ترتیب وتدوین پر بھی آپ کی خوشیاں اور دعائیں فقیر کے دامن عصیاں میں حاصل ہو چکی ہیں۔

جب میں جامعہ غوثیہ غریب نواز کھجرانہ اندور ایم پی میں تدریسی خدمات انجام دے رہا تھا اور فتاویٰ برکات کی ترتیب جدید پر کام کر رہا تھا اسی دوران اس رسالہ پر بھی کام کیا تھا۔ ارادہ تو یہی تھا کہ تخریج و ترتیب اور بعض عبارتیں جو ترجمہ سے خالی ہیں افادۂ عامہ کے لئے ان کا ترجمہ بھی کر دیا جائے اور پھر اسے شائع کر دیا جائے۔ ترجمہ و ترتیب اور تخریج کا کام تو آپ کی حیات ہی میں ہو چکا تھا مگر شائع نہیں ہو سکا اور بعد وصال بھی اشاعت نہ ہو سکی اور اب وصال کے تقریباً چار سال ہو گئے۔

واضح رہے کہ اس رسالہ کی ترتیب کے دوران بعض مقامات پر حذف و اضافہ کا بھی کیا گیا ہے، جس کی وجہ سے رسالہ کے حسن میں اضافہ ہی ہوا ہے اور یہ اختیار کلی فقیر کو صاحب رسالہ مرشدی وسیدی حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی جانب سے حاصل ہے، بلکہ جتنا اختیار حاصل ہے اس سے کم ہی کا اس رسالہ میں ظہور ہوا ہے اور حذف و اضافہ بھی اس میں بہت کم بلکہ کم سے بھی کم۔ اس لئے کوئی فقیر کو مرتکب خرد و برد گردان کر مورد طعن نہ بنائے۔

اوپر عرض کیا جا چکا ہے کہ یہ رسالہ حضور شیر نیپال کے دو فتاویٰ کا مجموعہ ہے، جسے فقیر

نے حالات زمانہ کے تقاضوں کو دیکھتے ہوئے ترتیب دیا ہے، کیوں کہ آج کل تین طلاق اور حالت نشہ میں طلاق عروج پر ہے۔ ہر دو باب میں استفتا بھی من وعن شامل کر دیا گیا ہے۔

حالت نشہ میں طلاق دے کر بعض لوگ حیلہ و بہانہ اپنا کر اپنی بیوی سے رجوع کر لیتے ہیں اور بدستور حالت نشہ میں طلاق دے کر بھی میاں بیوی کی طرح رہتے ہیں، جو کہ نہایت ہی قبیح فعل اور شرعی جرم ہے۔ اور بعض تو یہ سمجھتے ہیں کہ نشہ میں دی گئی طلاق تو واقع ہی نہیں ہوتی۔ اسی طرح ایک مجلس میں دی گئی تین طلاق کے بارے میں بھی کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ایک ساتھ دی گئی تین طلاق واقع نہیں ہوتی، بلکہ اس بارے میں تو غیر مقلدین اپنی بدفکری کو پورے زور وشور کے ساتھ تبلیغ کرتے ہیں اور اپنے جال و چال میں پھنسے لوگوں کو حرام کاری میں مبتلا کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ اس طرح سے یہ رسالہ غیر مقلدین کی فکر باطل کے لئے شرعی تلوار بھی ہے اور مسلمانوں کے لئے مشعل راہ بھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جہالت سے بھی بچائے اور غیر مقلدین کی چال و مکر سے بھی۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد بیسویں کے موقع پر برکاتی مشن قطر کے ارکان نے ایک محفل رکھی تھی، اسی محفل میں اختتام پر عاشقان شیر نیپال نے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے ایک رسالہ کی طباعت کے لئے مالی تعاون پیش کیا تھا، دیگر کتابوں کی تیاری اور خود اپنی ڈیوٹی کی مصروفیات کی وجہ سے اس تعاون کے ذریعہ کتاب شائع نہیں ہو سکی اور اب تقریباً پانچ سالوں بعد یہ کتاب چھپ کر قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ معاونین کے اس تعاون کو قبول فرمائے اور سبھوں کے رزق میں برکات کا نزول فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

گدائے مرشد

ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی عفی عنہ

تاراپٹی، دھنوشا (نیپال)

پہلا باب:

تین طلاق کا حکم

سوال: زید نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں غصہ کی حالت میں تین طلاق دیدیا ہے۔ اب کیا زید کی بیوی زید کی زوجیت میں آسکتی ہے یا نہیں؟ اور کیا غصہ کی حالت میں بھی طلاق پڑ جاتی ہے؟ تین طلاق دینے کے بعد اگر بیوی اسی شوہر کے پاس رہنا چاہے تو کیا اس کے لئے حلالہ ضروری ہے یا بغیر حلالہ رہ سکتی ہے؟ پھر حلالہ میں محض عقد کافی ہے یا شوہر ثانی کا صحبت و وطی بھی ضروری ہے؟ ایک مولوی صاحب نے بتایا کہ اگر شوہر ثانی کے گھر چلی گئی یا اس کے کمپاؤنڈ میں چلی گئی تو بھی حلالہ ہو گیا۔ کیا ان کا یہ کہنا صحیح ہے؟

العارض: محمد شاکر موضع کماٹولہ اسلام پور، سیتامڑھی (بہار)

جواب استفتا

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تین طلاق ایک مجلس میں دے یا متفرق مجلس میں دے، ایک سانس میں دے یا چند سانسوں میں دے تین طلاق مغلظہ بہرصورت واقع ہوں گی۔ مذہب منصور ومشرب جمہور وقول ائمہ اربعہ امام اعظم، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہی ہے۔ تو اگر کسی نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیدیں تو اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) تین بار میں تین لفظوں میں دی ہو۔ مثلاً بیوی سے کہے میں نے تجھے طلاق دی طلاق دی طلاق دی۔

(۲) ایک ہی بار، ایک ہی سانس میں بلفظ واحد تین طلاق دی۔ مثلاً کہا میں نے تمہیں تین طلاق دی۔ ان دونوں صورتوں میں تینوں طلاقیں پڑ جائیں گی۔ وہ عورت زید کے نکاح میں ہرگز ہرگز بے حلالہ نہیں آسکتی کہ وہ تین طلاقوں کے ساتھ

مطلقہ ہو گئی اور تین طلاق کے بعد عورت شوہر پر بحرمت غلیظہ حرام ہو گئی۔ اب نہ اس سے رجوع ہو سکتا ہے نہ دوبارہ نکاح، جب تک حلالہ نہ ہو جائے۔ اس لئے کہ رجعت صرف دو طلاق تک ہی کر سکتے ہیں اس کے بعد ہرگز نہیں۔

رجعت صرف دو طلاق کے بعد ہے: فرمان باری تعالیٰ ہے: ''الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ''۔ (البقرہ آیت ۲۲۹)

ترجمہ: طلاق (جس کے بعد رجعت ہو سکے) دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نیکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔

تین طلاق کے بعد رجعت نہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا''

(البقرہ آیت-۲۳۰)

ترجمہ: پھر اگر (تیسری) طلاق دی تو اس کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہو گی جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے۔ پھر اگر دوسرے شوہر نے طلاق دیدی تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ دونوں آپس میں نکاح کرلیں۔

عارف باللہ علامہ شیخ صاوی مالکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیت مذکورہ کے تحت فرماتے ہیں:

''ای طلقة ثالثة سواء وقع الاثنتان فی مرة او مرتين و المعنى فان ثبت طلاقها ثلاثا فی مرة او مرات فلاتحل الخ كما اذا قال لها انت طالق ثلاثا او البتة و ہذا ہو المجمع عليه و اما القول بان الطلاق الثلاث فی مرة واحدة لايقع الا طلقة فلا يعرف الا لابن تيمية من الحنابلة و قد رد عليه ائمة مذہبه حتى قال العلماء انه الضال و المضل و نسبتها للامام اشهب من ائمة

المالكية باطلة۔''

(صاوی شریف ج۱ ص ۱۴۲، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

ترجمہ: یعنی دو کے بعد تیسری طلاق دی خواہ پہلی دو طلاق ایک بار میں واقع ہوئی ہوں یا دو بار میں۔ مراد یہ ہے کہ عورت کو تین طلاق دے دی ایک بار میں یا چند بار میں تو وہ حلال نہیں ہوگی، جیسے شوہر نے بیوی سے کہا تجھے تین طلاق یا طلاق بتہ۔ اور یہ حکم اجماعی ہے اور یہ کہنا کہ ایک بار دی گئی تین طلاق ایک ہی شمار ہوگی تو اس کے قائل تو ابن تیمیہ حنبلی ہی ہے۔ اور اس کا رد اس کے ہم مذہب نے کیا ہے، حتی کہ علماء نے کہا کہ وہ گمراہ اور گمراہ کن ہے۔ اور تین طلاق کے ایک ہونے کی نسبت امام اشہب مالکی کی طرف کرنا باطل ہے۔

اور صاحب جلالین اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

فان طلقها (الزوج بعد الثنتين)فلاتحل له من بعد (بعد الطلقة الثالثة) حتى تنكح(تتزوج) زوجا غيره (و يطأها كما في الحديث رواه الشيخان)۔

(جلالین شریف ص ۳۶ مطبوعہ پوربندر، گجرات)

ترجمہ: تو اگر شوہر بیوی کو طلاق دیدے دو طلاق کے بعد تو عورت اس کے لئے تیسری طلاق کے بعد حلال نہ ہوگی، یہاں تک کہ وہ دوسرے مرد سے نکاح کرے اور دوسرا شوہر اس سے وطی کرے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے جسے امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کی ہے۔

اور علامہ اسمعیل حقی حنفی کی تفسیر میں ہے:

فالطلاق الذى يثبت فيه للزوج حق المراجعة هو ان يوجد طلقتان فقط واما بعد الطلقتين بأن طلق ثلاثا فلا يثبت للزوج حق الرجعة البتة ولا تحل له المرأة الا بعد زوج آخر۔

(روح البیان ج۱ ص ۳۶۰، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

ترجمہ: وہ طلاق جس میں شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے وہ یہ کہ صرف دو طلاق

ثابت ہوں۔ اور رہا دو طلاق کے بعد بایں طور کہ تین طلاق دیدی تو یقیناً شوہر کو رجعت کا حق حاصل نہیں ہوگا۔ اور عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی مگر دوسرے مرد کے ساتھ نکاح مع الوطی کے بعد ہی۔

اسی طرح تفسیر خازن ج۱ ص ۱۷۰ اور تفسیر مدارک میں بھی ہے۔

ماحصل: ان تمام تفاسیر کا مفاد یہی ہے کہ تین طلاق ایک ساتھ ایک مجلس میں دے یا مختلف مجلس میں بہر صورت تین واقع ہوگی۔ اور مطلقہ بے حلالہ شوہر اول کے لئے جائز نہیں ہوسکتی۔ علامہ صاوی علیہ رحمۃ الباری نے یہاں تک فرمایا کہ یہ مسئلہ تمام مسلمانوں کا اجماعی ہے اور اس کا مخالف ابن تیمیہ ہے، جس کو علماء نے ضال مضل گمراہ اور گمراہ گر قرار دیا ہے۔

تین طلاق اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فتویٰ:

عن عائشة ان رجلا طلق امرأته ثلاثا فتزوجت فطلق فسئل النبى صلى الله عليه وسلم اتحل للاول قال لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الاول۔

(بخاری شریف جلد دوم میں ص ۷۹۱)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرد نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں، تو اس عورت نے بعد عدت کسی اور سے نکاح کیا، پھر اس دوسرے نے بھی طلاق دیدی۔ تو نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی بارگاہ میں مسئلہ دریافت کیا گیا کہ اب وہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال ہوگئی؟ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حلال نہ ہوگی جب تک کہ اس کا دوسرا شوہر اس سے صحبت نہ کرلے جیسا کہ اول نے کی۔

علامہ بدرالدین عینی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

''ظاہر ہے کہ اس شخص نے اس کو تین طلاقیں مجموعی طور پر دی تھیں۔ اسی وجہ سے امام بخاری نے اس حدیث کو اس باب میں ذکر فرمایا ہے۔

(عمدۃ القاری ج ۲۰ ص ۲۳۷ مطبوعہ مصر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی، تو اس کی وجہ سے آپ ﷺ ناراض ہو گئے اور انھیں رجعت کا حکم دیا تو انھوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا:

''یارسول اللہ ارأیت لو طلقتها ثلاثا قال اذا قد عصیت ربک و بانت منک امرأتک۔''

(مصنف ابن ابی شیبہ و دارقطنی)

ترجمہ: یارسول اللہ! آپ بتائیں اگر میں تین طلاق ایک ساتھ دیدوں تو کیا حکم ہے؟ فرمایا تین طلاق ایک ساتھ دینے سے تو اپنے رب کا نافرمان قرار پائے گا اور تیری عورت تیرے نکاح سے بالکل نکل جائے گی۔

تین طلاق اور حضرت عمر کا فتویٰ:

عن سالم عن ابن عمر قال من طلق امرأته ثلاثا طلقت وعصی ربه۔

(مصنف ابن عبدالرزاق ج ۶ ص ۳۹۵ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: حضرت سالم سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں تو وہ واقع ہو جائیں گی اور اس شخص نے اپنے رب کی نافرمانی کی۔

عن الولید بن عقال قال سألت عبداللہ بن شداد ومصعب ابن سعد واباما لک عن رجل طلق امرأته ثلاثا وهی حبلی فقالوا لاتحل له حتی تنکح زوجا غیره۔

(مصنف ابن عبدالرزاق ج ۶ ص ۳۰۵ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: حضرت ولید ابن عقال سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن شداد، مصعب ابن سعد اور ابو مالک رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جس نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں تین طلاق دیدی، تو ان حضرات نے فرمایا کہ وہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک وہ دوسرے مرد سے نکاح نہ کرلے۔

تین طلاق اور حضرت ابن عباس کا فتویٰ:

عن مجاهد قال کنت عند ابن عباس فجائ ه رجل فقال انه طلق امرأته ثلاثا قال فسکت حتی ظننت انه رادها الیه ثم قال أیطلق احدکم فیرکب الحموقة ثم یقول یا ابن عباس یا ابن عباس فان الله عز وجل قال و من یتق الله یجعل له مخرجا عصیت ربک و بانت منک امرأتک۔

(ابوداؤد ج ا ص:۲۹۹)

ترجمہ: حضرت مجاہد نے فرمایا کہ میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس تھا کہ ایک شخص ان کے پاس آ کر عرض کیا کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس خاموش ہو گئے یہاں تک کہ میں نے سمجھا کہ آپ اسے رجعت کا حکم فرمادیں گے۔ لیکن سکوت کے بعد فرمایا تم میں کا کوئی طلاق دے کر بیوقوفی کی سواری کرتا ہے۔ پھر کہتا ہے اے ابن عباس! اے ابن عباس! کوئی بچنے اور نکلنے کی راہ ہے؟ تو فرمایا اللہ عزوجل فرماتا ہے اور جو شخص اللہ عزوجل سے ڈرے اس کے لئے بچنے اور نکلنے کی راہ ہے اور تو ڈرا نہیں، اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تیرے نکاح سے نکل گئی۔

بلغه ان رجلا قال لابن عباس انی طلقت امرأتی مأة تطلیقة فماذا تری علیّ فقال له ابن عباس طلقت منک بثلاث و سبع و تسعون اتخذت بها آیات الله هزوا۔''

(مؤطا امام مالک ص ۱۹۹ فیصل پبلیکیشنز دیوبند)

ترجمہ: ایک شخص سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بارگاہ میں عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک سو طلاق دیدی ہے، شریعت کا کیا حکم مجھ پر نافذ ہوگا؟ فرمایا تمہاری بیوی تین طلاق سے مطلقہ ہوگئی اور ستانوے کے ساتھ تو نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا مذاق کیا۔

تین طلاق اور حضرت ابن مسعود کا فتویٰ:

مؤطا شریف میں ہے:

’بلغه ان رجلا جاء الی عبد اللہ بن مسعود فقال انی طلقت امرأتی ثمانی تطلیقات فقال ما قیل لک فقال قیل لی بانت منک قال صدقوا. ہو مثل ما یقولون۔‘‘

ترجمہ: ایک مرد عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر عرض کیا کہ میں نے اپنی عورت کو آٹھ طلاقیں دیدی ہیں، تو جواب میں فرمایا اس کے بارے میں تم سے کیا کہا گیا ہے؟ اس مرد نے کہا کہ مجھ سے کہا گیا ہے کہ تمہاری بیوی بائنہ ہوگئی۔ تو فرمایا ان لوگوں نے سچ کہا۔

عن علقمة قال جاء رجل الی ابن مسعود فقال انی طلقت امرأتی تسعا و تسعین فقال له ابن مسعود ثلاث تبینها و سائرہن عدوان۔

(مصنف عبدالرزاق ج ۵ ص ۱۲ مطبوعہ کراچی)

ترجمہ: حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت عبداللہ ابن مسعود کی خدمت میں آ کر عرض کیا میں نے اپنی بیوی کو ننانوے طلاقیں دیدیں ہیں، تو آپ نے فرمایا ’’تین طلاقوں سے وہ نکاح سے نکل گئی اور باقی طلاقیں زیادتی ہیں۔

تین طلاق اور حضرت علی کا فتویٰ:

عن حبیب ابن ثابت قال جاء رجل الی علی ابن طالب فقال انی طلقت امرأتی الفا فقال له علی بانت منک بثلاث و اقسم سائرہن علی نسائک۔‘‘

(مصنف عبدالرزاق ج ۵ ص ۱۳ مطبوعہ کراچی)

ترجمہ: حضرت حبیب بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا میں نے اپنی بیوی کو ایک

ہزار طلاق دے دی ہے، تو آپ نے فرمایا تین طلاق سے تو تیری بیوی تم سے جدا ہوگئی اور باقی طلاقیں اپنی بیویوں میں تقسیم کردو۔ (باقی طلاقیں فضول، زائد ہیں)

تین طلاق اور حضرت عثمان کا فتویٰ:

عن معاویة ابن ابی یحییٰ قال جاء رجل الی عثمان بن عفان فقال طلقت امرأتی الفا فقال بانت منک بثلاث۔

(مصنف ج ۵ ص ۱۳ مطبوعہ کراچی)

ترجمہ: حضرت معاویہ ابن ابو یحیٰ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاق دیدی ہے۔ تو آپ نے فرمایا تیری بیوی تین طلاق سے ہی تجھ سے جدا ہوگئی۔

عن عبادة ابن صامت ان اباه طلق امرأته الف تطلیقة فانطلق عبادة فسئله صلی اللہ علیه وسلم فقال رسول صلی اللہ علیه وسلم بانت بثلاث فی معصیة اللہ تعالیٰ و بقی تسع مائة و سبع و تسعون عدوانا و ظلما ان شاء عذبه اللہ و ان شاء غفر له کلهم۔

(مصنف ابن عبدالرزاق ج ۶ ص ۳۹۳، دارقطنی ج ۲ ص ۴۳۳)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے والد نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاق دیدی، تو حضرت عبادہ بن صامت مسئلہ پوچھنے کے لئے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ نے فرمایا ’’تین طلاقوں کے ساتھ عورت نکاح سے نکل گئی اور شوہر گناہگار ہوا۔ اور باقی نوسو ستانوے طلاق ظلم وتعدی ہے، چاہے اللہ اسے سزا دے چاہے معاف فرمادے۔

تین طلاق پر اجماع:

بدائع الصنائع، ص ۱۴۱ جلد ۳، مرکز اہلسنت پور بندر میں ہے:

’’عن عبادة بن الصامت رضی اللہ عنه ان بعض آبائه طلق امرأته الفا فذکر ذلک للنبی صلی اللہ علیه وسلم فقال صلی اللہ

عليه وسلم بانت بالثلاث فی معصية و تسع مائة و سبعة و تسعون فی مالايملک۔و عن عمر رضی الله عنه انه كان لايوتی برجل قد طلق امرأته ثلاثاً الا اوجعه ضرباً و اجاز ذلک عليه و كانت قضاياه بمحضر من الصحابة رضی الله عنهم اجمعين فيكون اجماعا منهم علی ذلک۔''(ايضا)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے والد نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاق دیدی، تو اس کا ذکر حضور ﷺ سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا ''تین طلاقوں سے عورت نکاح سے نکل گئی اور شوہر گناہگار رہا۔اور باقی نوسو ستانوے کا وہ مالک نہیں۔اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ کی بارگاہ میں کوئی ایسا آدمی لایا جاتا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی ہوتی تو آپ اسے زدوکوب کرتے اور ان تین طلاقوں کو نافذ فرمادیتے۔اور آپ کے فیصلے صحابہ کرام کی موجودگی میں ہوا کرتے تو اس پر ان سب کا اجماع ہوجاتا۔

بخاری جلد دوم ص۷۹۱ کے حاشیہ پر ہے:

''و ذهب جماهير العلماء من التابعين و من بعدهم منهم النخعی والثوری و ابوحنيفة و اصحاب مالک و الشافعی و اصحابه و احمد و اصحابه و اسحٰق و ابو ثور و آخرون كثيرون علی ان من طلق امرأته ثلاث و قعن و لكنه يأثم و قالوا من خالف فيه فهو شاذ و مخالف لاهل السنة و انما تعلق به اهل البدع و من لا يلتفت اليه لشذوذه عن الجماعة انتهی۔''

ترجمہ: تابعین اور ان کے بعد کے جمہور علماء جن میں امام نخعی، امام ثوری، امام اعظم، اصحاب امام مالک، امام شافعی اور آپ کے اصحاب، امام احمد بن حنبل اور آپ کے اصحاب اور حضرت اسحاق، حضرت ابوثور اور دوسرے بہت سے علماء ہیں جو اس بات کی طرف گئے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کو تین طلاق دیدے تو تینوں طلاق

واقع ہوجائیں گی اور وہ گنہ گار ضرور ہوگا۔اور ان حضرات نے فرمایا کہ اس مسئلہ کی مخالفت کرنے والا قلیل ہے جو اہل سنت کا مخالف ہے اور بدعتی ہے جو نا قابل التفات ہے جماعت سے خارج ہونے کی وجہ سے۔

اور ردالمحتار ص۴۵۵ پر ہے:

''و ذهب جمهور الصحابة والتابعين و من بعدهم من ائمة المسلمين الی انه يقع ثلاث۔''

ترجمہ: جمہور صحابہ وتابعین اور ان کے بعد کے ائمہ مسلمین اس بات کی طرف گئے ہیں کہ تینوں طلاق واقع ہوجائیں گی۔

اور اسی صفحہ میں چند سطروں کے بعد ہے:

''و قد ثبت النقل عن اكثرهم صريحاً بايقاع الثلاث و لم يظهر لهم مخالف فماذا بعد الحق الا الضلال و عن هذا قلنا لو حكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه لانه لايسوغ الاجتهاد فيه و هكذا فی فتح القدير و فی شرح المسلم للنووی مع تغيير يسير۔''

ترجمہ: اور ان میں سے اکثر سے یہ بات صراحت کے ساتھ ثابت ہے کہ تینوں طلاق واقع ہوجائیں گی۔اور کسی نے ان کے اس قول کی مخالفت نہیں کی، تو حق سے منہ موڑنا گمراہی ہے۔اور اسی وجہ سے ہم نے کہا کہ اگر حاکم اسلام تین طلاق کو ایک طلاق پڑنے کا حکم دے تو یہ حکم نافذ نہیں ہوگا، کیونکہ یہ ایسا مسئلہ ہے جس میں اجتہاد کی گنجائش نہیں۔

شرح نووی میں ہے:

وقد اختلف العلماء فيمن قال لامرأته انت طالق ثلاثا فقال الشافعی ومالک وابو حنيفة و احمد وجماهير العلماء من السلف و الخلف يقع الثلاث۔ (ص۴۷۸)

ترجمہ: اس شخص کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے جس نے اپنی بیوی سے کہا تجھے تین طلاق۔تو امام شافعی امام مالک اور امام اعظم امام احمد اور جمہور علماء سلف وخلف

نے فرمایا کہ تینوں طلاقیں پڑ جائیں گی۔

عالمگیری ج اص ۴۳۱ میں ہے:

ان کانت الطلاق ثلاثا لم تحل له حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا و یدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها کذا فی الهدایة۔

ترجمہ: اگر تین طلاق دی تو عورت شوہر اول کے لئے حلال نہیں ہو سکتی، یہاں تک کہ دوسرے مرد سے نکاح صحیح کر لے، اور شوہر ثانی بعد صحبت طلاق دیدے یا اس کی وفات ہو جائے۔

افادہ:

کتب مذکورہ مزبورہ مشہورہ معتبرہ بین المفسرین والفقہاء والمحدثین والعلماء سے اظہر من الشمس وابین من الامس ہو گیا کہ امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم، امیر المؤمنین حضرت ذوالنورین عثمان غنی، امیر المؤمنین حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہم وارضاہ عنا اور فقہائے مدینہ منورہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور جمہور صحابہ کرام اور تابعین عظام ان کے بعد سارے ائمہ امام نخعی، اماا عظم، امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور ان کے اصحاب اور اسحاق وابوثور وغیرہ سب کا مذہب یہی ہے کہ تین طلاق تین ہی ہوں گی، اس کا مخالف بدعتی اور گمراہ خارق اجماع ہوگا۔ اور یہی عامہ کتب فقہ ہدایہ، شرح وقایہ، عنایہ، کفایہ، قدوری، عالمگیری وغیر ہا سے روشن۔ یہاں تک کہ حضرت علی نے فرمایا کہ کوئی حاکم شرع اس کے خلاف ایک طلاق کا فیصلہ صادر کرے گا تو اس کا فیصلہ نافذ نہ ہوگا، وہ فیصلہ مردود ومطرود ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص ایک مجلس کے تین طلاق کو ایک مان کر رجوع کرے گا تو عمر بھر زنا کا مرتکب ہوگا۔ اور اسے زنا کی حد شرعاً لگائی جائے گی۔ اور اگر اس سے کوئی اولاد ہوگی تو ولد زنا ہوگی اور وراثت سے بھی محروم رہے گی۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت فرماتے ہیں: "وہ صحبت زنا ہوگی اور اسے اگر مسئلہ معلوم ہے تو یہ زانی اور شرعاً سزائے زنا کا مستحق اور اولاد ولد الزنا اور ترکۂ پدری سے محروم"

(فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۴۳۶)

اور ص ۴۴۸ پر فرماتے ہیں: "اگر قاضی شرع حاکم اسلام ایسے مسئلہ میں ایک طلاق پڑنے کا حکم دے وہ حکم باطل ومردود ہے۔ وہابیہ غیر مقلدین کہ اب اس مسئلہ میں خلاف اٹھا رہے ہیں، گمراہ بددین ہیں، ان کی تقلید حلال نہیں ملخصاً"

خلاصہ: ان مذکورہ بالا بیانوں سے واضح اور روشن ہو گیا کہ صورت مذکورہ میں تین طلاقیں واقع ہوں گی، اس وضوح حق کے بعد خلاف نہ کرے گا الا من سفہ نفسہ یا جو ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد ابن قیم ضال ومضل کا متبع ہو۔

اقول: بعض وہابیہ ضالہ مضلہ گمراہ گمراہ گر خذلہم المولیٰ تعالیٰ احادیث صحیحہ مقبولہ سے منہ موڑ کر، علمائے سلف وخلف سے ہٹ کر، جماعت حقہ کو پیٹھ دیکر، جمہور صحابہ و تابعین وتبع تابعین اور ائمہ مسلمین کا دامن چھوڑ کر رکانہ کی حدیث ضعیف ونحیف پر مر رہے ہیں، مجہول راویوں پر جان دے رہے ہیں، جس پر خیر القرون سے اب تک نہ کسی امام کا عمل رہا ہے اور نہ ان کے مقلدین کا۔ یہ مومنین کاملین صالحین کے علاوہ راہ ڈھونڈ کر ان سے الگ ہو کر شیاطین کا ساتھی بن کر خود گمراہ اور لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ قرآن ایسوں کا ٹھکانا جہنم بتاتا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

وَ مَنۡ یُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الۡہُدٰی وَ یَتَّبِعۡ غَیۡرَ سَبِیۡلِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصۡلِہٖ جَہَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتۡ مَصِیۡرًا۔

(النساء آیت ۱۱۵)

ترجمہ: اور جو رسول کی مخالفت کرے اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے۔ اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے۔ اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔

علماء فرماتے ہیں کہ یہ آیت دلیل ہے اس کی کہ اجماع حجت ہے اسکی مخالفت جائز نہیں اور طریق مسلمین ہی صراط مستقیم ہے۔

قرآن شریف میں ہے "ید الله علی الجماعة" جماعت پر اللہ کا دست قدرت ہے۔ اور حدیث شریف میں ہے "اتبعوا السواد الاعظم فانه من

شذ شذ فی النار'' سواد اعظم بڑی جماعت کی اتباع کرو جو جماعت مسلمین سے جدا ہوا وہ دوزخی ہے۔مگر یہ (غیر مقلدین) کسی کی نہ سنیں گے اگر چہ امام نووی یکتائے روزگار فرمائیں کہ حدیث ضعیف ہے، اس کے راویان مجہول ہیں، اگر چہ امام ہمام محقق علی الاطلاق عارف باللہ کمال الدین محمد ابن عبدالواحد فرمائیں کہ یہ حدیث منکر ہے، نا قابل عمل ہے۔مگر ان کا عمل اپنی خواہش پر ہے کہ اہل ہوا ہیں۔اعاذنا اللہ من شرورہم۔

حجۃ الاسلام امام جصاص رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''فالكتاب والسنة واجماع السلف توجب ايقاع الثلاث معا وان كانت معصية'' (عرفان القرآن ج۱ ص۳۸۸)

ترجمہ: خلاصہ یہ کہ کتاب وسنت اور اجماع صحابہ سے ثابت ہے کہ ایک ساتھ دی گئیں تین طلاقیں لازماً پڑ جاتی ہیں اگر چہ یہ گناہ ہے۔

حدیث رکانہ کا جواب:

صحیح یہ ہے کہ انہوں نے ایک ہی کا اقرار کیا تھا، تب سرکار ﷺ نے رجعت کا حکم فرمایا تھا۔

اما حديث ركانه فمنكر و الاصح ما رواه ابو داؤد و الترمذی وابن ماجه ان ركانة طلق زوجته البتة فحلفه رسول صلى الله عليه و سلم انه ما اراد الا واحدة فردها اليه فطلقها الثانية فى زمن عمر رضى الله عنه و الثالثة فى زمن عثمان رضى الله عنه قال ابو داؤد و هذا صح من حديث ابن جريج ان ركانة طلق امرأته ثلاثا لانهم اهل بيته وهم اعلم به وحديث ابن جريج رواه عن بعض بنى ابى رافع۔

(ابوداؤد ج۱ ص۳۰۰ مطبوعہ فیصل پبلیکیشنز دیوبند)

ترجمہ: رہا حدیث رکانہ تو یہ منکر ہے اور صحیح وہی ہے جو امام بوداؤد اور امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے روایت فرمائی ہے کہ حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی

تھی، تو حضور ﷺ نے ان سے قسم لی کہ ان کی مراد اس سے ایک ہی طلاق تھی، تو آپ ﷺ نے ان کی بیوی ان کو لوٹادی۔ پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دوسری طلاق دی اور تیسری طلاق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دی۔امام ابوداؤد نے فرمایا کہ یہ ابن جریج کی اس روایت سے زیادہ صحیح ہے کہ انہوں نے تین طلاق دی تھی۔ کیوں کہ یہ لوگ رکانہ کے گھر والے ہیں جو گھر کے احوال کا علم زیادہ رکھتے ہیں۔اور ابن جریج کی حدیث ابو رافع کی کسی اولاد سے مروی ہے۔

تنبیہ:

ابن جریج کی روایت جس سے تین طلاق کے ایک ہونے پر غیر مقلدین استدلال کرتے ہیں درست نہیں، چونکہ اس کی سند میں بعض بنی ابی رافع ہیں جو مجہول ہیں اور مجہول راوی کی روایت حجت و دلیل نہیں بن سکتی۔ (المحلی ج۱۰ ص۱۶۸)

امام نووی شرح مسلم شریف میں ہے:

''اما الرواية التى رواها المخالفون ان ركانة طلق ثلاثا فجعلها واحدة فرواية ضعيفة عن قوم مجهولين و انما الصحيح منها ما قدمناه انه طلقها البتة۔'' (ج۱ ص۴۷۸)

ترجمہ: وہ روایت جسے مخالفین نے بیان کیا ہے کہ رکانہ نے تین طلاق دی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے اسے ایک قرار دیا ضعیف ہے، جس کے راویان مجہول ہیں۔ صحیح وہی ہے جو ہم نے پہلے بیان کیا کہ انہوں نے طلاق بتہ دی تھی۔

طلاق بتہ کیا ہے:

امام نووی کی واضح عبارت سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو جو طلاق دی تھی وہ طلاق بتہ تھی۔اور لفظ بتہ مصدر ہے جو فرد حقیقی (ایک) اور فرد حکمی (تین)، دونوں کا احتمال رکھتا ہے۔اور ان میں سے کسی کی تعیین نیت ہی سے ہوگی۔اور حضرت رکانہ نے اپنی نیت ظاہر کر دی کہ ان کی مراد طلاق بتہ سے ایک

طلاق ہے نہ کہ تین طلاق اور حضور ﷺ نے اس مرادونیت پر قسم بھی لی جس سے ہر طرح کا شک وشبہ ختم ہوجاتا ہے۔جیسا کہ درج ذیل روایت سے ظاہر ہے جو رکانہ کے گھر والے ہیں۔اور گھر والے کو گھر کے احوال ووقائع کا علم بہ نسبت باہر والوں کے زیادہ متیقن اور قابل اعتماد بھی ہوتا ہے۔

عن نافع بن عجير بن عبديزيدبن ركانة ان ركانة بن عبديزيد طلق امرأته سهيمة البتة فأخبرالنبى ﷺ بذلك وقال والله ماأردت الا واحدة فقال رسول الله ﷺ والله ماأردت الا واحدة فقال ركانة والله ماأردت الا واحدة فردها اليه رسول الله ﷺ۔

(ابوداؤد ج ا ص ۳۰۰، ابن ماجہ ص ۱۴۹)

ترجمہ: حضرت نافع بن عجیر بن عبد یزید بن رکانہ سے مروی ہے کہ حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دیدی، پھر انہوں نے اس بات کی خبر نبی کریم ﷺ کو دی اور عرض کیا کہ بخدا میں نے ایک ہی طلاق کی نیت کی تھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا بخدا کیا تم نے ایک ہی طلاق کی نیت کی تھی؟ تو رکانہ نے عرض کیا بخدا میں نے صرف ایک ہی طلاق کی نیت کی تھی، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کی بیوی لوٹادی۔

حدیث رکانہ کی شرح میں امام نووی فرماتے ہیں:

فهذا دليل على انه لو اراد الثلث لوقعن والا فلم يكن لتحليفه معنى۔ (ص ۴۷۸)

ترجمہ: یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر حضرت رکانہ طلاق بتہ سے تین کی نیت کی ہوتی تو تین واقع ہوجاتی۔ورنہ حضور ﷺ کا ان سے قسم لینے کا کوئی مطلب نہیں ہوتا۔

تین طلاق والی عورت کیا کرے:

جس عورت کو اس کے شوہر نے تین طلاق دیدی ہو اور وہ پہلے شوہر کے پاس جانا چاہتی ہے تو وہ تین طلاقوں کے بعد بے دوسرے سے نکاح وصحبت، پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوسکتی ہے، خواہ وہ تین طلاق ایک ساتھ ایک مجلس میں دی ہو یا متفرق طور

پر مختلف مجلس میں۔حلالہ میں نکاح صحیح کے بعد وطی (ہم بستری) شرط ہے۔قرآن شریف میں ہے: فلا تحل لهٗ من بعد حتىٰ تنكح زوجاً غيره۔

شوہر اول کے لئے حلال ہونے کی راہ:

جس عورت کو اس کے شوہر نے تین طلاق دیدی ہو اور چاہتی ہو کہ وہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہوجائے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ بعد عدت دوسرے سے نکاح صحیح کرے اور وہ بعد صحبت طلاق دے، یا مرجائے پھر عدت گزارے۔حدیث شریف میں ہے:

عن عائشة قالت جاء ت امرأة رفاعة القرظى الى رسول الله ﷺ فقالت انى كنت عند رفاعة فطلقنى فبت طلاقى فتزوجت بعده عبد الرحمن بن زبير وما معه الا مثل هدبة الثوب فقال اتريدين ان ترجعى الى رفاعة قالت نعم قال لا حتى تذوقى عسيلته و يذوق عسيلتك۔تفق عليه۔ (مشکوٰۃ ص ۲۸۴)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ رفاعہ قرظی کی بیوی حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا میں رفاعہ کے پاس تھی تو انھوں نے مجھے طلاق بتہ (تین طلاق) دی، پھر میں نے عبدالرحمن بن زبیر سے نکاح کرلیا، ان کے پاس نہیں ہے مگر کپڑے کے پلو کے مانند۔تو آپ ﷺ نے فرمایا تو کیا تم رفاعہ کی طرف لوٹنا چاہتی ہو؟ بولیں ہاں! فرمایا نہیں یہاں تک تم ان کی لذت چکھ لو اور وہ تمہاری لذت چکھ لے۔

عن بن عمر وانس ان رسول الله ﷺ سئل وهو على المنبر عن رجل طلق امرأته ثلاثا فتزوج غيره فاغلق الباب وارخى الستر وكشف الخمار ثم فارقها فقال النبى ﷺ لا تحل للاول حتى تذوق عسيلة الآخر۔ (بدائع ج ۳ ص ۱۸۸)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر اور انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ منبر پر جلوہ فرما تھے تو ایک ایسے شخص کے بارے میں آپ سے عرض کیا گیا

جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدی تھیں، پھر اس عورت سے کسی اور نے نکاح کیا اس دوسرے شوہر نے گھر کا دروازہ بند کر کے پردہ لٹکا دیا اور اوڑھنی ہٹا دی پھر اس عورت کو جدا کر دیا اور صحبت نہ کی۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا یہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک یہ دوسرے شوہر کا کچھ بھی شہد نہ چکھ لے۔ یعنی دوسرے شوہر سے ہم بستری ہوگی جب ہی پہلے کے واسطے حلال ہوگی۔

اور بدائع ج ۳ ص ۲۷۳، برکات رضا پور بندر میں ہے:

وتحل للزوج الاول بشرائط منها النكاح وهو ان تنكح زوجا غيره ومنها ان يكون النكاح الثانى صحيحا'' ملخصا۔

ترجمہ: اور عورت پہلے شوہر کے لئے چند شرطوں کے ساتھ حلال ہوگی، ان میں سے ایک نکاح ہے، یعنی کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے۔ اور ایک شرط یہ ہے کہ وہ نکاح صحیح بھی ہو۔

اور مدارک شریف میں ہے: والاصابة شرطت بحديث عسيلة

شرح مسلم للنووی تحت حدیث عسیلۃ میں ہے:

وفى هٰذا الحديث ان المطلقة ثلاثاً لاتحل لمطلقها حتىٰ تنكح زوجاً غيره او يطئاها ثم يفارقها وتنقضى عدتها فامامجرد عقدة عليها فلا يبيحها للاول وبه قال جميع العلما من الصحابة والتابعين فمن بعدهم۔ (ج ۱ ص ۴۶۳)

ترجمہ: اور اس حدیث میں ہے کہ تین طلاق والی عورت طلاق دینے والے (شوہر اول) کے لئے حلال نہیں ہوسکتی جب تک کہ دوسرے مرد سے نکاح نہ کرلے اور دوسرا شوہر اسے وطی کے بعد جدا کردے اور اس کی عدت ختم ہوجائے۔ صرف اس عورت سے عقد کرلینا شوہر اول کے لئے حلال نہ کردیگا، اسی کے قائل تمام علمائے صحابہ اور تابعین ہیں۔

ردالمحتار ص ۱۴ مطبوعہ زکریا بکڈپو دیوبند میں ہے:

ثم اعلم ان اشتراط الدخول ثابت بالاجماع فلايكفى مجردالعقدقال القهستانى وفى الكشف وغيره من كتب الاصول ان العلماء غيرسعيد بن المسيب اتفقوا علىٰ اشتراط الدخول وفى الزاهدى انه ثابت باجماع الامة وفى المنية ان سعيداً رجع عنه الى قول الجمهور فمن عمل به يسود وجهه ويبعدومن افتىٰ به يعزرومانسب الىٰ الصدر الشهيدفليس له اثرفى مصنفاته بل فيها نقيضه وذكر فى الخلاصة عنه ان من افتىٰ به فعليه لعنة اللّٰه والملائكة والناس اجمعين فانه مخالف الاجماع ولا ينفذقضاء القاضى وتمامه فيه۔

ترجمہ: پھر جاننا چاہئے کہ شرط دخول اجماع سے ثابت ہے، لہٰذا محض عقد کافی نہیں ہوگا، قہستانی نے فرمایا۔ اور کشف وغیرہ کتب اصول میں ہے کہ حضرت سعید بن مسیب کے علاوہ دیگر علماء کا دخول کے شرط ہونے پر اتفاق ہے۔ اور زاہدی میں ہے کہ یہ بات اجماع امت سے ثابت ہے۔ اور منیہ میں ہے کہ حضرت سعید نے اپنے قول سے جمہور کے قول کی طرف رجوع کرلیا۔ تو جو کوئی مرجوع عنہ قول پر عمل کرے گا اس کا چہرہ کالا ہوگا اور وہ رحمت سے دور ہوگا۔ اور جو اس کے مطابق فتوی دے گا اس کی تعزیر کی جائیگی۔ اور جو بات صدر شہید کی طرف منسوب ہے اس کا آپ کی تصنیفات میں کہیں نشان نہیں، بلکہ اس میں اس کے برخلاف ہے۔ اور خلاصہ میں مذکور ہے کہ جو اس پر فتوی دے گا تو اس پر اللہ کے فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی، کیونکہ وہ اجماع کا مخالف ہے۔ اور قاضی کا فیصلہ بھی نافذ نہیں ہوگا، اور پوری بات اسی میں ہے۔ (ترجمہ: از امجدی)

مولوی مفتری کا حکم:

جس نے یہ کہا کہ صرف گھر میں یا کمپاؤنڈ میں چلے جانے سے حلالہ ہوگیا وہ

سخت قسم کا جاہل اجہل ہے۔ گمراہ اور گمراہ گر یہ بات اس نے اپنے گھر سے گڑھ لی ہے۔ کتابوں میں اس کا کوئی نشان نہیں۔ بے علم فتویٰ دینا حرام حرام اور سخت حرام ہے اور عندالشرع بہت بڑا جرم ہے اور شریعت پر افترا۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے:

''من افتیٰ بغیر علم کان اثمہٗ علیٰ من افتاہ۔

حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو بے علم فتویٰ دے تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہے۔

دوسری حدیث میں ہے: فافتوابغیر علم فضلوا و اضلوا متفق علیہ۔

بے علم فتویٰ دینے والے گمراہ اور گمراہ گر ہیں۔ (بخاری ومسلم)

اسی میں یہ حدیث شریف بھی ہے:

عن زیاد بن حدیر قال قال لی عمر هل تعرف مایهدم الاسلام قال قلت لاقال یهدم زلة العالم وجدال المنافق بالکتاب وحکم الائمة المضلین۔ رواہ الدارمی

ترجمہ: زیاد بن حدیر سے مروی ہے کہ فرمایا مجھ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ جانتے ہو کہ اسلام کو کون سی چیز تباہ کرتی ہے۔ میں نے کہا نہیں، فرمایا'' اسلام کو عالم کی لغزش (اس کا فسق و فجور اور اس کی بدعملی اس کا غلط مسئلہ بیان کرنا) اور منافق کا قرآن میں جھگڑنا اور گمراہ سرداروں کا حاکم بننا تباہ کر دیتا ہے۔

اسی میں ہے:

عن عبداللہ قال یاایها الناس من علم شیئًا فلیقل به ومن لم یعلم فلیقل اللہ اعلم فان من العلم ان تقول لما لاتعلم اللہ اعلم۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا اے لوگو!

جو شخص کچھ جانے تو وہ بیان کرے اور جو نہ جانے وہ کہے اللہ جانتا ہے (مجھے اس کا علم نہیں) کیوں کہ علم یہی ہے کہ جو تم نہ جانو تو کہہ دو کہ اللہ کو اس کا علم ہے (اللہ اعلم)۔

مرآت میں ہے:

''کوئی عالم اپنی بے علمی ظاہر کرنے میں شرم نہ کرے، اگر کوئی مسئلہ معلوم نہ ہو گڑھ کر نہ بتائے۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے برسرمنبر کوئی مسئلہ پوچھا گیا آپ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں۔ وہ گستاخ بولا کہ آپ بے علمی کے باوجود منبر پر کیوں کھڑے ہو گئے؟ آپ نے فرمایا میں بقدر علم منبر پر چڑھا ہوں، اگر بقدر جہالت چڑھتا تو آسمان پر پہنچ جاتا۔'' (مرقات)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ فاکھۃ اور ابٌّ میں فرق ہے؟ فرمایا مجھے خبر نہیں۔

حضرت امام مالک نے چھتیس مسائل میں فرمایا کہ میں نہیں جانتا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ سے پوچھا گیا کہ دہر کیا چیز ہے؟ فرمایا مجھے خبر نہیں۔

مذکورہ بالا بیان سے روشن ہو گیا کہ بے جانے ہوئے مسئلہ بیان کرنا جرم عظیم ہے، گمراہی اور گمراہ گری بھی۔ شخص مذکور توبہ کرے اور عہد کرے کہ آئندہ بے تحقیق کسی مسئلہ شرعی میں زبان نہ کھولیں گے۔





دوسرا باب:

حالت نشہ میں دی گئی طلاق کا حکم

سوال: زید ابن محمد مسلم نے اپنی بیوی عائشہ کو ایک رات بحالت نشہ طلاق دے دیا مگر جب وہ نشہ سے ہوش میں آیا تو اپنے لفظ طلاق سے پشیمان وشرمندہ ہوا۔ اور اسے احساس ہوا کہ ہم نے کیا کہہ دیا۔ مطلقہ بیوی سے تین اولادیں اور ابھی بھی بیوی حاملہ ہے۔ زید اپنی بیوی سے رجوع کرنا چاہتا ہے۔ حضور والا سے گذارش کہ نشہ میں دی ہوئی طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

سائل: ماسٹر محمد ہارون بگواہ بیلٹ درجی، صدیق خاں جنکپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الجواب

طلاق دے کر پشیمان ہونے اور پچھتانے سے طلاق واپس نہیں ہوسکتی، شرمندہ ہونا اب لاحاصل ہے، ہوش و بے ہوش، خرد و بے خردگی کی گفتگو بے فائدہ ہے۔ عائشہ کو بلاشک وشبہ طلاق واقع ہوگئی زید نے ایک طلاق دی تو ایک، دوطلاق دی ہے تو دو، تین طلاق دی ہے تو تین، صریح دی ہے تو صریح، بائن دی ہے تو بائن۔ صریح کی صورت میں ایک دوطلاق تک رجعت عدت کے اندر اندر کرسکتا ہے۔ اور اگر عدت کی مدت گذرگئی ہو، یا طلاق بائن ایک یا دو دی ہو تو عائشہ کی رضا حاصل کرکے ازسرنو نکاح لازم ہے۔

نشہ میں دی گئی طلاق واقع ہے:

حضرت سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار سے مروی ہے:

''سئلا عن طلاق السکران فقال اذا طلق السکران جاز

طلاقه و ان قتل قتل'' (مؤطا امام مالک ص ۲۱۶ فیصل پبلیکیشنز، دہلی)

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار سے نشہ والے کی طلاق کے بارے میں سوال کیا گیا تو جواب میں فرمایا جب نشہ والا طلاق دے گا تو اس کی طلاق نافذ ہوجائے گی اور اگر وہ کسی کو قتل کرے گا تو اسے بھی بطور قصاص قتل کیا جائے گا۔

اور فقہ حنفی کی مسلم ومعتبر کتاب ہدایہ کے ص ۳۳۸ پر ہے:

''طلاق السکران واقع'' یعنی نشہ والے کی طلاق واقع ہے۔

محقق علی الاطلاق علامہ کمال الدین محمد ابن عبدالواحد معروف بابن ہمام حنفی فرماتے ہیں:

''کذا عتاقه و خلعه۔'' (فتح القدیر ج ۳ ص ۳۴۵)

یعنی جس طرح نشہ والے کی طلاق واقع ہے ویسے ہی اس کا آزاد کرنا اور خلع کرنا واقع ہے۔

پھر اختلاف کو بیان فرماتے ہوئے عقلی اور نقلی دلیلوں سے ثابت فرمایا کہ بحالت سکر (نشہ) طلاق دینے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

اور ہدایہ کے حاشیہ پر ایک حدیث حضرت حکم سے مروی ہے:

''ان کان فی سکر من اللہ فلیس طلاقه بشیٔ و ان کان من الشیطان فطلاقه جائز۔''

یعنی خداوند ذی الجلال کی شراب محبت میں مست الست بنا تو وہ مرفوع القلم ہے، اس کی طلاق کچھ نہیں۔ اور اگر کسی ناجائز کے ارتکاب سے مست اور نشہ والا ہوا تو اس کی طلاق واقع ہے۔

اور امام علاء الدین کاسانی فرماتے ہیں:

''اما السکران اذا طلق امرأته فان کان سکره بسبب محظور بان شرب الخمر او النبیذ طوعاً حتی سکر و زال عقله فطلاقه واقع عند عامة العلماء و عامة الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنهم۔

(بدائع الصنائع ج ۳ ص ۱۴۵ برکات رضا پوربندر)

یعنی اگر نشہ والا اپنی عورت کو بحال نشہ طلاق دے گا تو اگر اس کا نشہ کسی ممنوع

شرعی کے ارتکاب سے پیدا ہوا ہے مثلاً اس نے شراب پی، یا نبیذ نوش کی اور جبر و اکراہ سے نہیں بلکہ اپنی خوشی اور رضا سے تو اس کی طلاق عام صحابہ اور علماء رضی اللہ عنہم کے نزدیک واقع ہے۔

نشہ میں طلاق ہونے کی وجہ:

پھر فرماتے ہیں کہ نشہ والے کی طلاق واقع ہو جاتی ہے اس کی دلیل:

''عموم قوله عز وجل ''الطلاق مرتان'' الیٰ قوله سبحانه وتعالیٰ ''فان طلقها فلاتحل له من بعد حتی تنكح زوجا غيره'' من غير فصل بين السكران وغيره۔'' کا عموم ہے۔

''الامن خص بدليل و قوله عليه الصلاة و السلام ''كل طلاق جائز الا طلاق الصبی و المعتوه'' و لان عقله زال بسبب ہو معصية فينزل قائما عقوبة عليه و زجرا له عن ارتكاب المعصية و لهذا لو قذف انسانا او قتل يجب عليه الحد و القصاص و انهما لا يجبان علی غير العاقل دل ان عقله جعل قائما و قد يعطی للزائل حقيقة حكم القائم تقديراً اذا زال سبب ہو معصية للزجر و الردع۔''

یعنی ارشاد خداوند کریم ''الطلاق مرتان الخ'' کا عموم اس پر دال ہے کہ نشہ والے کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ کیوں کہ سکران و غیر سکران کے درمیان کوئی فرق نہیں بیان فرمایا گیا ہے، لہذا یہ (حکم) عموم پر رہے گا، جب تک کسی دلیل سے مخصوص نہ ہو جائے۔ اور حضور پرنور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ ہر شخص کی طلاق واقع ہو جائے گی سوائے بچہ اور پاگل کے، اس پر دلالت کرتا ہے کہ اس کی طلاق واقع ہو جائے گی۔ اور چونکہ اس کی عقل زائل ہوتی ہے معصیت کے ارتکاب سے اس لئے اس کی عقل کو زائل نہیں مانا جائے گا۔ تاکہ سزا مرتب ہو اور معصیت کے ارتکاب سے اسے باز رکھا جائے۔ اسی وجہ سے وہ اگر کسی کو تہمت لگائے گا یا قتل کرے

گا تو اس پر حد اور قصاص واجب و لازم ہے، حالانکہ یہ دونوں غیر عاقل پر واجب نہیں ہے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اس کی عقل قائم ہے اور زائل کو حقیقۃً قائم کا حکم تقدیراً دے دیا جاتا ہے کہ جب زوال عقل معصیت سے ہوا ہوتا کہ غلط کاریوں سے روکا جائے اور معاصی پر سرزنش کیا جا سکے۔ (ترجمہ از امجدی)

اور درمختار میں ہے:

''و يقع طلاق كل زوج بالغ عاقل) و لو تقديراً بدائع ليدخل السكران۔'' (ص ۴۳۸ مطبوعہ زکریا بکڈپو دیوبند)

اور ردالمحتار میں ہے:

''قوله ليدخل السكران) ای فانه فی حكم العاقل زجرا له فلا منافاة بين قوله عاقل و قوله الآتی'' او السكران۔'' (ایضا)

اور ص ۴۴۴ پر ''ولو بنبیذ'' کے تحت مرقوم ہے:

''ای سواء كان سكره من الخمر او الاشربة الاربعة المحرمة او غيرها من الاشربة المتخذة من الحبوب و العسل عند محمد قال فی الفتح و بقوله يفتی لان السكر من كل شراب محرم و فی البحر عن البزازية المختار فی زماننا لزوم الحد و وقوع الطلاق۔ اھ''

ترجمہ: نشہ شراب سے ہو یا چار حرام مشروبات سے یا ان کے علاوہ دیگر مشروبات سے جو گیہوں اور شہد سے بنائی جاتی ہیں امام محمد کے نزدیک۔ فتح القدیر میں فرمایا کہ فتویٰ امام محمد کے قول پر ہی ہے، کیوں کی ہر قسم کی مشروبات کا نشہ حرام ہے۔ اور بحر میں بزازیہ سے ہے فی زماننا مذہب مختار یہ ہے کہ نشہ والے پر حد لگائی جائے گی اور اس کی طلاق واقع ہو جائے گی۔

پھر خاتم المحققین شیخ محمد امین شہیر با بن عابدین علامہ فہامہ قولہ ''والفتویٰ علیہ'' کے تحت فرماتے ہیں:

''قد علمت مخالفته لسائر المتون و فی التاتارخانية طلاق السكران

واقع اذا سکر من الخمر او النبیذ و ہو مذہب اصحابنا۔'' (شامی ص ۴۴۸)

عالمگیری میں ہے:

''طلاق السکراہ واقع اذاسکر من الخمر او النبیذ ھو مذھب اصحابنا رحمھم اللہ تعالیٰ کذا فی المحیط۔ (ج ا ص ۳۳۱)

ترجمہ: کسی نے شراب یا نبیذ کے نشہ کی حالت میں طلاق دی تو ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک طلاق پڑ جائے گی ایسا ہی محیط میں ہے۔

ترمذی شریف ص ۱۲۶ میں باب ماجاء فی طلاق المعتوہ کے تحت حاشیہ میں ہے:

''قال الطیبی اختلفوا فی طلاق السکران فذہب بعضھم الی ان طلاقہ لایقع لانہ لا عقل لہ کالمجنون وہو قول عثمان و ابن عباس و اخرون الی ان طلاقہ واقع لانہ عاص لم یزل عنہ بہ الخطاب و لا اثم بدلیل انہ یومر بقضاء الصلوۃ و یاثم باخراجھا عن وقتھا و بہ قال علی رضی اللہ عنہ و ہو قول مالک و الثوری و الاوزاعی و ظاہر مذہب الشافعی و ابی حنیفۃ۔'

یعنی حضرت طیبی نے ارشاد فرمایا کہ نشہ والے کی طلاق کے بارے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں طلاق نہ ہوگی کہ اس کی عقل پاگل کی طرح زائل ہو چکی ہے اور یہی قول حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ لیکن ان کے علاوہ سارے حضرات اس طرف گئے ہیں کہ اس کی طلاق ہو جائے گی کیونکہ یہ خدائے جل مجدہ کا نافرمان ہے، نہ اس بدکردار سے خطاب خداوندی زائل ہو سکتا ہے اور نہ وہ اس گناہ سے خلاصی پا سکتا ہے۔ اس کی روشن دلیل یہ ہے کہ اس نشہ والے نے اگر بحال نشہ نماز قضا کر دی ہے تو اسے نماز کی قضا کا حکم دیا جائے گا اور اس حالت میں وقت سے بے وقت کر دیا ہے تو اس کے وبال سے نہ بچے گا گنہگار ہوگا۔ اور یہی حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمان ہے اور یہی قول حضرت امام مالک اور حضرت ثوری اور حضرت اوزاعی اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ

رضی اللہ عنہم کا ہے اور یہی حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کا ظاہر مذہب ہے۔ انتہی

حضرت عثمان غنی کے قول کی توضیح:

ان ساری عبارتوں کا مفاد یہی ہے کہ نشہ والے کی طلاق واقع ہے۔ اور اثر عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''لیس لمجنون و لالسکران طلاق''، یعنی پاگل اور نشہ والے کی طلاق نافذ نہیں تو اس کی تاویل یہ ہوگی کہ جو کوئی شراب معرفت الٰہی کا جام پی کر دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو گیا ہو اور آسمان سے زمین کو نہ جانتا ہو جیسا کہ حکم کی روایت ابھی گذری کہ وہ مدہوشی خداوند کریم کی جانب سے ہو، یا کسی جائز چیز کے استعمال سے ہوش و حواس کھو بیٹھا ہو جیسا کہ بدائع الصنائع اور فتح القدیر کی تصریحات سے مصرح ہے، ان صورتوں میں عدم الوقوع کا قول ہو سکتا ہے۔

دوسرا جواب: اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ حدیث نہ پہنچی ہو اور قیاس سے یہ مسئلہ بیان فرمایا ہو، ورنہ ہرگز ہرگز نص کی موجودگی میں قیاس سے کام نہیں لیتے۔

میری اس تاویل سے قرآن و حدیث اور اثر سب پر عمل ہو جاتا ہے۔ اور قرآن عظیم کا عموم بھی اپنی جگہ سلامت رہتا ہے۔ ورنہ پیش کردہ قرآن و حدیث و اثر کا کیا جواب ہوگا؟ اور حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اثر عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیش کرنا کیا وزن رکھے گا؟

اور اگر نشہ کی حالت میں تین طلاق دی ہو تو وہ حرمت غلیظہ کے ساتھ مغلظہ ہو جائے گی اور بے حلالہ ہرگز جائز نہیں ہو سکتی۔ کما فی القرآن العظیم۔

ہذا ما عندی و ہو المولیٰ تعالیٰ اعلم ہو الموفق للسداد و منہ الھدایۃ و الرشاد

و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

۳-۸-۱۴۰۷ھ

□□□